

کوئی خدا نہیں

مگر

اللہ

(دنیا و آخرت کی کامیابی، فکرو غم سے آزادی اور مقصد حیات سے ہم آہنگی کا پیغام)

PDFBOOKSFREE.PK

سلطان بشیر محمود (ستارہ امتیاز)

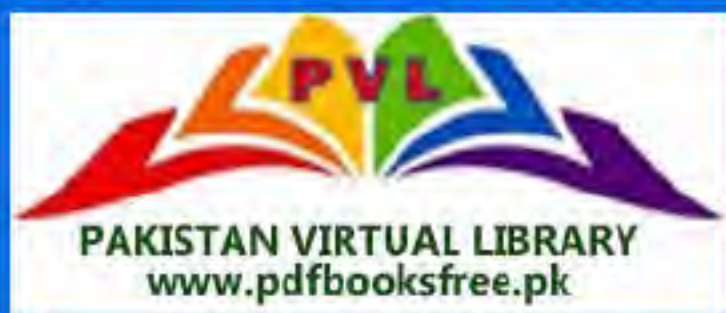
ایچی سائنسدان انجینئر (سابقہ) ڈائریکٹر جنرل پاکستان ایٹمک انرجی کمیشن

• ایک انسان کا دوسرے پر یہ حق ہے کہ وہ اسے جہنم میں چلنے سے بچائے۔

• یہی انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہے۔

• یہی راہ نجات ہے۔

• آئیے اس اہم ترین کام کے لئے مل جل کر ایک دوسرے کی مدد کریں۔ اپنے آپ، اپنے اہل خانہ اپنے تعلق داروں اور جملہ انسانوں کو جہنم کی آگ سے بچالینے میں مدد کریں۔



PDFBOOKSFREE.PK

القرآن الحکیم ریسرچ فاؤنڈیشن

C-60 ناظم الدین روڈ، 4/8-F اسلام آباد

Tel: 2255107, 2260001

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ

کوئی خدا نہیں مگر اللہ

کوئی خدا نہیں!

یہ کائنات بس ایک حادثہ کا نتیجہ ہے؟

جس ارب سال پہلے نہ زمان تھا نہ مکاں، اچانک ایک دھماکہ ہوا اور کائنات وجود میں آگئی۔

یہ کائنات جس میں ایک سو کروڑ سے زیادہ کہکشاں ہیں، ہر کہکشاں میں ایک ارب سے زیادہ ستارے ہیں، اور اتنی بڑی ہے کہ روشنی اپنی ایک لاکھ اسی ہزار میل کی رفتار سے اربوں سال بھی سفر کرتی رہے تو دوسرا کنارہ ہاتھ نہ آئے، ایک ایسا شاندار متوازن نظام جس کے زمان و مکان میں ایک ہی قانون کا فرما ہے، کبھی نہیں ہوا کہ زمین اپنے محور سے ادھر ادھر ہو جائے، سورج چاند کو اپنی کشش کے ٹل بوتے پر کھینچ لے یا ستارے اپنا راستہ بھول جائیں۔

سارے کا سارا نظام، ہر جگہ، ہر وقت، کبھی کے کبھی ستارے اور سیارے اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ زمان و مکان کی قیود سے بالاتر وہی سائنسی قوانین جو زمین پر کار فرما ہیں دوسری دنیاؤں کو قابو میں رکھے ہوئے ہیں۔

کیا یہ کروڑوں اربوں کھربوں ستاروں اور سیاروں کا نظام یونہی وجود میں آ گیا ہے؟

اس کے پیچھے کوئی ہاتھ نہیں۔
اسکو کوئی کنٹرول کرنے والا نہیں۔
یہ بس ایک حادثہ ہے۔

سورج فضا میں ایک مقرر راستہ پر پچھلے پانچ ارب سال سے چھ سو میل فی سیکنڈ کی رفتار سے بھاگا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے خاندان کے 9 سیارے، 27 چاند اور لاکھوں میٹارائنٹ کا قافلہ اسی رفتار سے جا رہا ہے، کبھی نہیں ہوا کہ تھک کر کوئی پیچھے رہ جائے یا کوئی آگے نکل جائے۔

چاند تین لاکھ 70 ہزار میل دور زمین پر سمندروں کے پانیوں کو ہر روز دو دفعہ مد و جزر سے ہلاتا رہتا ہے تاکہ ان میں بسنے والی مخلوق کے لئے ہوا سے مناسب مقدار میں آکسیجن کا انتظام ہوتا رہے، پانی صاف ہوتا رہے، اس میں تعفن پیدا نہ ہو۔

سمندروں کا پانی ایک خاص مقدار میں کھارا ہے۔ پچھلے تین ارب سال سے نہ زیادہ نہ کم نمکین، بلکہ ایک مناسب توازن برقرار رکھے ہوئے ہے تاکہ اس میں چھوٹے بڑے سب آبی جانور آسانی سے تیر سکیں اور مرنے کے بعد ان کی لاشوں سے بو بھی نہ پھیلے۔ انہی میں کھاری اور میٹھے پانی کی نہریں ساتھ بہتی ہیں۔ سطح زمین کے نیچے بھی میٹھے پانی کے سمندر ہیں جو کھاری پانی کے کھلے سمندروں سے ملے ہوئے ہیں لیکن میٹھا پانی میٹھا رہتا ہے اور کھاری

پانی کھاری۔ سب میں ایک غیبی پردہ حائل ہے۔

کیا یہ بھی ایک حادثہ ہے؟

اپنے آپ ہو گیا تھا اور خود بخود قائم ہے۔

اسکے لئے کسی عقل کی ضرورت نہیں۔

نو مولود بچے کو کس نے سمجھایا کہ بھوک کے وقت رو کر ماں کی توجہ اپنی طرف مبذول کر اسے ماں کو کس نے حوصلہ دیا کہ ہر خطرے کے سامنے سینہ سپر ہو کر بچے کو بچائے۔ ایک معمولی چڑیا شاہیں سے مقابلہ پر اتر آتی ہے یہ حوصلہ اسے کہاں سے ملا؟ مرغی کے بچے اٹے سے نکلے ہی کیوں چلنے نکلے ہیں؟ حیوانات کے بچے بغیر سکھائے ماؤں کی طرف دودھ کے لئے کیسے پکنتے ہیں؟ جانوروں کے دلوں میں کون محبت ڈال دیتا ہے کہ اپنی چوٹیوں میں خوراک لا کر اپنے بچوں کے مونہوں میں ڈالیں؟ ان سب کو کون آداب زندگی سکھاتا ہے؟

لیکن پھر بھی کوئی خدا نہیں! یہ سب حادثہ ہے۔

شہد کی مکھی دور دور باغوں میں پھول پھول سے رس چوس کر نہایت ایمانداری سے لاکر چھتے میں جمع کرتی جاتی ہے۔ ایک ماہر سائنسدان کی طرح جانتی ہے کہ کچھ پھول زہریلے ہیں اور ان کے پاس نہیں جاتی، ایک قابل انجینئر کی طرح شہد اور موم کو علیحدہ علیحدہ کرنے کا فن بھی جانتی ہے، جب گرمی ہوتی ہے تو شہد کو ٹپکل کر بہ جانے سے بچانے کے لئے وہ اپنے پروں کی حرکت سے پنکھا چلا کر ٹھنڈا کرتی ہے، موم سے ایسا گھر بناتی

ہے جسکو دیکھ کر بڑے سے بڑا آرکیٹیکٹ عیش عیش کر اٹھتا ہے، ہزاروں کی تعداد میں ایسے منظم طریقے سے کام کرتی ہیں کہ عقل دھگ ہے، ہر ایک میں ایسا رازدار نظام لگا ہوا ہے کہ وہ دور دور نکل جاتی ہیں لیکن اپنے گھر کا راستہ نہیں بھولتیں۔

یہ کیسے ممکن ہوا؟ شہد کی مکھی کو یہ عقل کس نے سکھائی؟

کیا یہ سب محض ایک بے معنی حادثہ کا نتیجہ ہے؟

مگر اپنے منہ کے لعاب سے شکار پکڑنے کے لئے ایسا جاہل بناتا ہے کہ جس کی نفاس ت اور مضبوطی کو ابھی تک نیگٹائل انجینئر نقل نہیں کر سکے، بڑے سے بڑے کیسٹ ایسا مضبوط اور نفیس دھاگہ بنانے سے قاصر ہیں۔

یہ انجینئر تک اسے کس نے سکھائی؟

گھریلو چوٹی (aunt) گرمیوں میں جاڑے کے لئے خوراک کو جمع کرتی ہے، اپنے بچوں کے لئے گھر بناتی ہے، ایک ایسی تنظیم سے رہتی ہے جہاں نظامت کے تمام اصول حیران کن حد تک کارفرما ہیں۔

ساحشرتی نظامت کے یہ اصول اسے کس نے سکھائے؟

کیا یہ سب کچھ خود بخود ہی ہو گیا؟

کیا زمین اس قدر عقل مند ہے کہ اس نے بھی خود بخود دلیل و نمبر کا نظام قائم کر لیا، خود بخود ہی اپنے محور پر $67 \frac{1}{2}$ ڈگری جھک گئی تاکہ بیمار گرمی، سردی اور غزاں کے موسم آتے رہیں اور انسان کو ہر طرح کی سبزیاں، پھل اور خوراک ملتی رہتی رہیں؟

نہ صرف یہ بلکہ زمین نے اپنے اندر شمالاً، جنوباً ایک طاقتور مقناطیس بھی خود بخود ہی قائم کر لیا تاکہ اسکے مقناطیسی اثر کی وجہ سے بادلوں میں بجلیاں گزریں جو ہوا کی مائٹروجن کونامٹس آکسائیڈ میں بدل کر زمین پر پودوں کے لئے کھاد مہیا کریں، سمندروں پر چلنے والے بحری جہاز، سمہرین (Submarine) اور ہواؤں میں اڑنے والے طیارے اس مقناطیس کی مدد سے اپنا راستہ پائیں، نیز آسمانوں سے آنے والی مہلک شعاعیں اس مقناطیسی قوت سے ٹکرا کر واپس پلٹ جائیں تاکہ زمین پر مخلوق ان کے مہلک اثرات سے محفوظ رہے۔

کیا اس عظیم نظام کے پیچھے کوئی ہاتھ ہے؟ یا یہ سب کچھ بھی فضا اور زمین نے مل کر خود ہی سوچا اور کر لیا؟

پھر دیکھیں ازمین، سورج، ہواؤں، پہاڑوں اور میدانوں نے اپنے آپ ہی سمندروں سے کچھوتا کر لیا کہ سورج کی گرمی سے آبی بخارات اٹھیں گے، ہوائیں اربوں ٹن پانی کو اپنے دوش پر اٹھا کر پہاڑوں اور میدانوں تک لائیں گی، ستاروں سے آنے والے ریڈیائی ذرے بادلوں میں موجود پانی کو اکٹھا کر کے قطروں کی شکل دیں گے اور پھر یہ ٹٹھا پانی خشک میدانوں کو میراب کرنے کے لئے بر سے گا۔ جب سردیوں میں پانی کی کم ضرورت ہوگی ان دنوں یہ پہاڑوں پر برف کے ذخیرے کی صورت میں جمع ہوتا جائے گا۔ گرمیوں میں جب زیادہ پانی چاہیے تو یہ پگھل کر ندی تالوں اور دریاؤں کی صورت میں میدانوں کو میراب کرتے ہوئے واپس سمندروں

تک پہنچ جائے گا۔ ایک ایسا نظام جو سب کو پانی دیتا ہے اور کچھ ضائع نہیں جاتا۔

کیا اس سب کے پیچھے کوئی ڈیزائن نہیں؟

کیا ہماری اپنی زندگی بھی ایک حادثہ ہے؟ ہمارے ہنکرے خون میں شوگر کی ایک خاص مقدار کو بڑھنے نہیں دیتے، دل کا پمپ ہر منٹ ستر اسی دفعہ بغیر آرام بلا تھکان 75 سالہ زندگی میں تقریباً تین ارب دفعہ دھڑکتا ہے۔

ہمارے گردے (Kidneys) ایسے بے مثل عجیب قلثر ہیں جو جانتے ہیں کہ خون میں سے جو مفید ہے وہ رکھ لینا ہے اور فضلات کو باہر پھینک دیتا ہے۔
سعدہ، حیران کن کیمیکل فیکٹری ہے جو خوراک سے زندگی بخش اجزاء مثلاً پروٹین، کاربوہائیڈریٹ وغیرہ کو علیحدہ کر کے فضلات کو باہر پھینک دیتا ہے۔

کیا انسانی جسم کے یہ شاہکار، انجینئرنگ اور سائنس کے یہ بے مثل نمونے، چھوٹے سے پیٹ میں یہ لاجواب فیکٹریاں، یہ سب کچھ بھی ایسے ہی بن گئے، کسی ڈیزائنر، موجد اور خالق کی ضرورت نہیں؟

دماغ کو کس نے بنایا؟ مضبوط ہڈیوں کے خول میں بند، پانی میں یہ تیرتا ہو عقل کا خزانہ، معلومات کا سنور، احکامات کا مرکز، انسان اور اس کے ماحول کے درمیان رابطہ کا ذریعہ، ایک ایسا کمپیوٹر ہے کہ انسان اسکی بناوٹ اور ڈیزائن کو ابھی تک سمجھ نہیں پایا، لاکھ کوششوں کے باوجود انسانی ہاتھ اور ذہن کا بنایا ہوا کوئی سپر سے سپر کمپیوٹر اسکے عشر عشر کی قابلیت کو بھی نہیں پہنچ سکا۔ یہ کیسے ہو گیا؟

انسان کا ایک ایک خلیہ (Cell) شعور رکھتا ہے۔ اسکے جینز میں ہماری پوری

قسمت لکھی ہوئی ہے اور زندگی اس بند پروگرام کے مطابق خود بخود کھلتی رہتی ہے۔ جسم کا خلیہ خلیہ اپنے وجود میں مکمل شخصیت ہے، ہماری زندگی کا پورا ریکارڈ، ہماری عمر کا سارا حساب ہماری عقل و دانش، غرض ہمارے متعلق سب کچھ ہمارے خلیات میں لکھا جا چکا ہے۔ یہ کس نے لکھا ہے؟

حیوانات ہوں یا نباتات سب کی دنیا میں بیج کے اندر پودے کا پورا نقشہ بند ہے، یہ کیسے ہوا؟

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ خوردبین سے بھی مشکل سے نظر آنے والا سیل (Cell) ایک مضبوط توانا عقل و ہوش والا انسان بن جاتا ہے اور پھر اپنے ہی خالق کے ہونے پر شک کرنے لگتا ہے؟

ہونٹ، زبان اور تالو کے اجزاء کو سینکڑوں انداز میں حرکت دینا کس نے سکھایا کہ آوازیں پیدا ہو سکیں۔ ان آوازوں کو دماغ کے کروڑوں خلیات کے ذریعہ معنی دینا کس نے پڑھایا؟ پر معنی الفاظ اور ہزاروں زبانوں کا خالق کون ہے؟

کوئی بھی نہیں بس ایک حادثہ ہے!

کائنات ایک انتہائی حساس کارخانہ کی مانند ہے جسکی ہر چیز ایک خاص حساب اور قواعد کے تحت کام کر رہی ہے، اسکے اہل قوانین ہیں جن کے بارے میں سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ اگر ان میں انتہائی معمولی تفاوت بھی آجائے تو کائنات ختم ہو جائے۔ کشش ثقل، ایٹم کے اندر مقناطیسی طاقت کی نسبت کئی گنا کمزور ہے، اگر یہ تھوڑا سا بھی زیادہ ہوتی تو کائنات کب کی

ختم ہوگئی ہوتی اور اگر تھوڑا سا کم ہوتی تو ابھی تک فضا دھویں سے بھری ہوتی۔ اگر ایٹم کے اندر الیکٹران کا چارج پروٹون کی نسبت اربواں حصہ بھی کم ہوتا تو کوئی نباتاتی اور حیوانی زندگی ممکن نہ ہوتی۔ غرض قدرتی طاقتوں میں ذرہ برابر تفاوت کائنات کے نظام کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتا۔

کیسی عجیب بات ہے کہ وہ یہ نہیں سوچتے کہ اس انتہائی باریک حساب کے پیچھے کوئی ذی شعور حساب دان بھی ہے؟

کیا یہ ممکن ہے کہ بے جان ایٹموں نے باہمی مشورہ سے یہ سب کچھ خود ہی ڈیزائن کر لیا ہو، خود ہی بنالیا ہو اور خود ہی چلا لیا ہو؟

سائنس نے ابھی تک جدھر بھی دیکھا ہے، ایٹم کا جگر ہوا کہکشاؤں کا عظیم تر نظام، ہر چیز کے اندر اپنا اپنا کلاک بند ہے۔ ستارے انہی کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں، چاند اپنے کلاک کے مطابق 14-27 دنوں کے بعد اپنے محور پر ایک چکر کاٹتا ہے، سورج ہر گیارہ سال کے بعد تادمیں آتا ہے، زمین ایک سال کے بعد اپنی پہلی حالت پر واپس آ جاتی ہے، 24 گھنٹوں میں اپنے محور پر ایک دفعہ گھوم کر اپنے اوپر چپے چپے کو دن رات بخشی ہے، جانور اپنے اندرونی کلاک کے مطابق اپنی افزائش نسل کا انتظام کرتے ہیں، آدمی بھی پیدائش سے قبر تک اپنے اندر کے کلاک کی ٹک ٹک پر زندگی کے مختلف ادوار سے گزرتا ہے، ریڈیائی عناصر ایک مقرر حساب کے مطابق ہر آن شعاعوں کو چھوڑتے ہیں۔ یوں کائنات کا ہر نظام اپنے اپنے پروگرام کا پابند ہے۔ یہاں ہر ایک اپنے مقررہ راستہ پر چل رہا ہے۔

کیا یہ عظیم الشان پروگرام محض ایک حادثہ ہے؟

کون ہے وہ جس نے سات سو میل اوپر زمین کو اوزن گیس (Ozon Gas) کا غلاف اڑھا دیا تاکہ سورج کی طاقتور الٹرا وائلٹ شعاعوں کو نیچے

آنے سے روک دیا جائے تاکہ حیوانی زندگی کو قائم رکھا جاسکے؟

کون ہے وہ جو اس مضبوط آسمانی نظام کو کروڑوں سالوں سے قائم رکھے ہوئے ہے جس میں دراز آجائے تو زندگی بھسم ہو کر رہ جائے؟

کون ہے وہ جس نے زمین اور سورج کے درمیان انتہائی مناسب فاصلہ قائم کیا تاکہ زندگی پھلے پھولے؟

کیا یہ سب کچھ کسی حادثہ کا نتیجہ ہے؟

کیا زمین کے اوپر سینکڑوں میل تک ہوائی فندہ کی تشکیل بھی ایک حادثہ ہے تاکہ زمین کی طرف روزانہ آنے والے لاکھوں شہاب ثاقب اس پر چبچپے سے پہلے جل کر بھسم ہو جائیں، موسم بدلتے رہیں، بارشیں ہوتی رہیں اور سورج کی گرمی مناسب درجہ حرارت پر زمین کو رکھے؟

کیا یہ بھی حادثہ ہے جس نے درختوں کو سکھا دیا کہ سورج سے روشنی، ہوا سے کاربن ڈائی آکسائیڈ اور زمین سے پانی لیکر اپنے جسم بناؤ اور اس کے بدلے ہوا کو آکسیجن دو جو حیوانی زندگی کے لئے ضروری ہے؟

کیا یہ بھی حادثہ ہے جس نے ایک ہی پانی، ایک ہی زمین، ایک ہی سورج کی توانائی سے لاکھوں مختلف قسم کی نباتاتی مخلوق کو پیدا کر دیا؟

کیا یہ بھی حادثہ ہے جس نے زمین کو انسان کے لئے ہر طرح کے معدنیات،

نباتات اور حیوانات سے بھر دیا؟

کیا یہ بھی حادثہ ہے کہ ہر دو انسان مختلف ہیں حتیٰ کہ اربوں انسانوں میں سے کسی دو کی انگلیوں کے نشان تک نہیں ملتے، کسی کی کسی سے شکل نہیں ملتی، ہر ایک کی اپنی اپنی فضیلت اور عقل ہے لیکن اس قدر تفاوتوں کے باوجود آدمیت میں سب یکساں ہیں؟

اگر پھر بھی آپ شک میں ہیں تو اس عالیشان نظام کو کون برقرار رکھ رہا ہے؟ کیا یہ بھی ایک حادثہ ہے؟

انسان کی بنائی ہوئی معمولی سی مصنوعات کے لئے بھی کوئی ڈیزائنر، کوئی کاریگر، کوئی خالق چاہیے لیکن یہ لامحدود کائنات، اپنی تمام تر رنگینیوں کے باوجود یونہی بن گئی تھی۔ انسان کے اپنے بنائے ہوئے نظام کو چلانے کے لئے کسی پیروانہ کی ضرورت ہے لیکن یہ لامحدود وسعت اور پیچیدگی والا کائناتی نظام بغیر کسی ہمد وقت، حاضر مستعد، قدر، حکیم، بصیر، علیم، ہستی یونہی چلتا جاتا ہے۔

کیا آپ کی عقل یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے؟

تسلیم کر دینا نہ کرو، کائنات کا ایٹم ایٹم پکار پکار کر یہ باور کراتا ہے کہ اسکو کوئی بنانے والا ہے، کوئی چلانے والا ہے، کوئی سنبھالنے والا ہے۔ اسکی ہستی سے انکار ناممکن ہے۔

وہی ہے اللہ۔

رب کائنات، بے مثال ذات پاک جو اپنی تمام تر تحدیقات سے یکتا، ہر جہد

موجود، ہر چیز کا محافظ، ہر آن سے واقف، ہر آہٹ کا سننے والا، زمان و مکان کا خالق، عقل کل، سراسر علم۔

وہ جس نے ہر چیز کو محیط کیا ہوا ہے۔

وہ جو ہر جگہ، ہر آن موجود ہے۔

وہ جو ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہے۔

وہ جو محبت کا سرچشمہ ہے۔

وہ جو اپنے نہ ماننے والوں کو بھی پاتا ہے۔

وہ جو اول بھی ہے آخر بھی۔

وہ جو ظاہر بھی ہے باطن بھی۔

اپنی ذات میں بے مثل، لامتناہی، کمال میں لا جواب۔

وہی ہے اللہ

کائنات کا ذرہ ذرہ اسکی ہستی کا گواہ ہے، پھول ہو کہ پتی، ریت کا ذرہ ہو یا پانی کی بوند، آسمان ہو یا زمین، سبھی اسکی تسبیح میں رطب اللسان ہیں، سبھی اسکے حکم کے منظر ہیں، اسکے قوانین کے پابند ہیں۔ وہی سب کا خالق، سب کا پالنے والا، سب کا حساب لینے والا، سب کی زندگی اور موت کا فیصلہ کرنے والا ہے، سب کے اندر، سب کے باہر، جس کا حکم ہر جگہ ہر وقت کارفرما ہے۔ بنانے کے لئے، پہنچنے کے لئے، منقرضوں کے لئے، نہ اسے وقت چاہیے نہ جگہ۔ زمان ہے کہ مکانات، توانائی ہے کہ مادہ سبھی اسکی صفات کے مظہر ہیں۔

وہی ہے اللہ

عجیب بات ہے کہ اس کی حکومت میں رہتے ہوئے ہم اسی سے سرکشی کرتے ہیں۔ میرے دوست۔ آؤ کہ ہم دل و جان سے مان لیں اور خوب پہچان لیں کہ :-

ہمارا رب، ہمارا پالنے والا، ہمارا دوست، ہمارا مالک، وہ جسکی طرف سے ہم آئیں ہیں اور جس کی طرف ہم نے واپس جانا ہے اللہ ہے۔

وہی اللہ جو کائنات کے اندر اور باہر ذرے ذرے کو محیط کئے ہوا ہے۔ ہر چیز کا ماضی حال اور مستقبل اس کے سامنے ہے۔ اس کے ماسوا کوئی طاقت اور قوت نہیں۔ ساری کی ساری کائنات اس کے ”کن“ کے اشارے پر معرض وجود میں آگئی جس کی قدرت کا یہ حال ہے کہ کائنات اس کی منہی میں ہے۔

وہی ہے اللہ

جو باوجود اپنی لا انتہا عظمت، شان و شوکت، قدرت اور طاقت کے اپنے بندوں سے اس قدر پیار کرتا ہے کہ ماں کا پیار اس کے پیار کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ رحمت اس نے اپنے اوپر لازم کر لی کہ اپنے باغیوں کی بھی برابر پرورش کرتا ہے۔ صبر کا یہ حال ہے کہ شیطان جیسے باغی کو بھی پوری مہلت دیتا ہے، کرم کی یہ شان ہے کہ بنی آدم، خواہ مؤمن ہو یا کافر، اس کو مکرم بنا دیا۔ عظیم اتنا کہ انسان کو جب نیک اعمال کا مشورہ دیتا ہے تو کہتا ہے کہ تم مجھے یہ قرض دے رہے ہو۔ معاف کرنے والا ایسا کہ باغی سے باغی شرمسار ہو کر جب ایک

قدم آگے بڑھتا ہے تو وہ دس قدم آگے بڑھ کر اس کی عزت افزائی کرتا ہے۔

وہی ہے اللہ

جسکی قربت ایسی کہ شاہ رگ سے قریب تر ہے، پیار ایسا کہ زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا لیکن مومن کے دل میں محبت ایسا کہ مخلوق اس کا کنبہ ہے، منصف ایسا کہ زمین و آسمان اس کے سامنے کاپتے ہیں۔ جابر ایسا کہ جسکے سامنے کسی کی سفارش کام نہیں کرتی جب تک کہ وہ خود نہ چاہے، ہستی ایسی کہ وہ سب کو دیکھتا ہے لیکن کوئی آنکھ اس کا ادراک نہیں کر سکتی۔

وہی ہے اللہ

واحد کیلئے۔ اپنی مخلوق سے بے نیاز، ہر نقص سے پاک، اپنی حقیقت میں بے مثل، کمال میں لا جواب، اعلیٰ اور مکمل، نہ وہ پیدا کیا گیا، نہ اس نے اپنی ذات سے کسی کو پیدا کیا، وحدہ لا شریک، زمان و مکان سے بالاتر، جس کا کوئی ہمسر نہیں، الفاظ جس کی شان کو بیان نہیں کر سکتے لیکن ذرہ ذرہ اس کی پہچان ہے، نغمہ نغمہ اس کی آواز ہے۔ بہترین ساتھی، لازوال دوست، نور ہی نور، بے آباد دلوں کو آباد کرنے والا، گمراہوں کو ہدایت دینے والا، کرم کا بادشاہ۔

وہی ہے اللہ

کیسی عجیب بات ہے دوست کہ ہم اللہ تعالیٰ کے وجود کو تو مانتے ہیں

لیکن اس کی عظمت کا اقرار نہیں کرتے؟ انسانی معاشرہ کے لئے قانون اور انصاف کی عدالتوں کا تقاضا کرتے ہیں لیکن اس کے انصاف اور حساب کتاب کا نہیں سوچتے۔ اس کی سلطنت میں رہتے ہیں لیکن اس کے قانون کی پروا نہیں کرتے۔

سائنس کی تو یہ بات مانتے ہیں کہ کائنات میں ہر چیز با مقصد ہے لیکن اپنی حیات کے مقصد کو جاننے کی کوشش نہیں کرتے۔

سورج اپنا کام کر رہا ہے، زمین اپنے کام میں لگی ہوئی ہے، سمندر اپنا فرض کو ادا کرنے میں مستعد ہیں، ہوائیں اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں، غرض یہاں کوئی نہیں جو اپنے مقصد حیات کو پورا نہ کر رہا ہو

عجیب بات کہ ہم اپنے مقصد حیات سے بے خبر ہیں!

پندرہ ارب سال کی بات ہے کہ زمین و آسمان کے سب عناصر کا آغاز ہائیڈروجن کے سادہ عنصر سے ہوا۔ پھر اربوں سالوں پر محیط عرصہ میں اٹمی دھماکوں کے عمل سے ستاروں میں پیچیدہ سے پیچیدہ تر عناصر کی تخلیق ہوتی رہی۔ ایک سے دو، دو سے تین، تین سے چار اور یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا۔ یوں وہ وہ عناصر جن سے ہماری زمین کو تخلیق ہونا تھا، ہمارے اجسام کو تشکیل پانا تھا ان کو بنانے کے لئے خالق کائنات ستاروں کو یکے بعد دیگرے دھماکے سے اڑاتا رہا۔ پھر اربوں میلیون پر یکھرے ہوئے ان اجزاء کو اکٹھا کیا، اربوں ستاروں اور بے شمار سیاروں اور زمین کو انسان کے استقبال کے لئے بنایا، جو قرآن مجید کے مطابق کائنات کی غرض و غایت ہے، ویزائن

میں قدیم ترین اور ظہور میں جدید ترین، اور اپنی صفات میں احسن التقویٰ
ہے۔

لیکن اگر ہوش سے کام نہ لے گا تو اسفل السافلین ہے۔

میرے بھائی، میری بہن، میرے دوست! یاد رکھو!

زندگی زمین کے لئے نہیں آسمان کے لئے ہے۔ یہ جسم کے لئے نہیں، روح
کو سنوارنے کے لئے ہے۔ ہمارا اصلی گھر زمین پر نہیں، جنت میں ہے۔
لیکن وہاں کامیاب ہو کر وہی جاسکے گا جو زمین سے دل لگانے کی بجائے
آخرت کی فکر کرے گا، جو شیطان سے بچ بچ کر رحمان کے سامنے جھکے گا۔

یہی ہے مقصد حیات

قربان جانیے اپنے رب کی مہربانی پر کہ انسانی تاریخ میں کوئی
ایسا دور نہیں آیا جب اس نے اپنی طرف بانٹنے کے لئے انسان کی
رہنمائی نہ کی ہو۔ وہ ذات پاک ہماری قلاع کے لئے مسلسل اپنے
خاص بندے بھیجتی رہی جنہیں ہم اللہ کے نبی اور رسول کہتے
ہیں۔ جب انسانی تہذیب اللہ تعالیٰ کے پیغام کو ہمیشہ کے لئے محفوظ
کرنے کے قابل ہو گئی تو اس نے اپنا آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم بھیج دیا، جنہوں نے لوگوں کو اسلام پر بلایا، وہی اسلام جو آپؐ
سے پہلے تمام نبیوں کا دین تھا، وہ دین جس پر اللہ تعالیٰ نے انسان کی
فطرت کو بنایا ہے۔ آئیے اس دین کو روح اور دل میں سالیں۔

یہی ہے مقصد حیات

اس دین فطرت کا مبیع قرآن کریم ہے، صراطِ مستقیم کی درخشندہ کتاب، حق و باطل کے معیار کا پیمانہ، تمام نبیوں کی تصدیق کرنے والا، ایک اللہ کے نام پر سب کو اکٹھا کرنے والا، خاندانی نظام، معاشرہ کے سکھ چھن، انسانی تہذیب کی سلامتی اور انسانی حقوق کی ضمانت، انسانیت کی وحدت کی بنیاد، دنیا کی زندگی کو جنت بنانے والا اور آخرت میں جنت میں لے جانے والا، یہ ہے وہ قرآن۔

یہی نجات کا راستہ ہے۔

میرے دوست! جس کسی نے بھی قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی، وہ دونوں جہانوں میں کامیاب ہوا۔ جس نے بھی غلو ص کے ساتھ سیدھے راستے کو تلاش کیا وہ کامیاب ہوا، لیکن جو اپنی فطرت کے خلاف گیا وہ جنت کے راستے سے ہٹ کر جہنم کی طرف چل پڑا۔

اے زمان و مکان کے مسافر و اے میرے پیارے ساتھیو!

زندگی کا حاصل "لبیک" میں ہے۔

لبیک۔ اللہم لبیک۔ لبیک۔ لا شریک لک
لبیک۔ ان الحمد والنعمۃ لک والملك۔ لا شریک
لک۔ لبیک۔ اللہم لبیک۔ لبیک۔

حاضر ہوں۔ میرے مولا میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک

نہیں۔ بے شک ہر طرح کی ستائش اور حکومت تیرے ہی لئے ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ مولا میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور قلب کی اس حاضری غی میں سب کچھ ہے۔ جس کا کوہ ورڈ (Code Word) ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تسلیم و رضا کے ساتھ جب کوئی بندہ یہ کلمہ پڑھتا ہے تو اسے حاضری نصیب ہو جاتی ہے۔ اس لئے بار بار کہو، ہزار بار کہو۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اسی میں نجات ہے۔ اسی میں دنیا و آخرت کی فلاح ہے، یہی رحمت العالمین کا پیغام ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

تَقْلِبُوا

”اے نوع انسانی کہو کوئی خدا نہیں مگر اللہ۔ فلاح پاؤ گے۔“

دعوتِ عمل

محترم محترمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قرآن الکریم ریسرچ فاؤنڈیشن اسلام آباد دسمبر 1986ء سے متعدد پھر عالمی سطح پر جدید تہ فصول کے مطابق اللہ کے دین کا تعارف بذریعہ خط و کتابت، مقالہ جات اور کتب کی تقسیم کے ذریعہ کر رہی ہے۔ اس دوران انگریزی اور اردو زبان میں قرآن الکریم کے ترجمہ، اسلام کے بنیادی عقائد مثلاً توحید، رسالت اور آخرت کے علاوہ بھی اسلامی معاشی اور سماجی سسٹم کے حوالہ سے بے شمار کتابیں، مقالہ جات اور پمفلٹ تقسیم کئے گئے ہیں۔ خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کے اس طریقہ کار کا آغاز جناب خاتم النبیین رسول خدا ﷺ سے اپنے دست مبارک سے چھ بھری میں کیا اور اپنی حیات طیبہ میں 250 سے زیادہ مخطوط اور دھتہ جات اس وقت کی اجمہر شخصیات کو اسلام کی طرف روانے کیلئے لکھے گئے۔ یوں یہ طریقہ اپنی قومیت میں ایک بہت وسیع منت طیبہ ہے۔

افسوس کہ آج کے مسلمان نبی پاک کی اس سنت طیبہ کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتے لیکن جیسائی مشنریاں اس سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے انیا میں اپنا کام کر رہی ہیں۔ آپ سے استدعا ہے کہ اللہ کے دین کو آگے بڑھانے کیلئے اس کام میں تعاون فرمائیں۔ یہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرح ہی ایک ہم فرض ہے۔ اگر آپ لکھ سکتے ہیں تو اسلام کے حوالہ سے موجودہ دور کے مسائل پر لکھیں، اگر آپ کو کوئی تحریر پسند آتی ہے تو ہمیں بھیجیں، اگر آپ خود لکھ سکتے ہیں تو بھیجیں، یعنی ہر حال میں لوگوں کو دینِ فہم کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاں آپ خود نہیں پہنچ سکتے وہاں آپ کی تحریر پہنچ سکتی ہے۔ آئیے ملے کریں کہ تکرار منہائی کی بجائے اپنے پیاروں کو اسلام کے متعلق کوئی اچھی کتاب تحفہ میں دیں، اکی جلد سے اسلام کے بارے میں واقفیت بڑھائے اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کیلئے اور جدید کے تہ فصول کے حوالہ سے لکھے گئے پمفلٹ اور مقالہ جات کو خود بھی پڑھیں اور دوسرے بھائی بہنوں تک بھی پہنچائیں۔ بے شک کسی کو جہنم کی سڑک سے بچانے کی کوشش کرنا بہترین انسانی خدمت ہے اور یہی راہِ نجات ہے۔

Al-Quran-ul-Hakim Research Foundation

60-C, Nazimuddin Road, F-84, Islamabad, Tel: 32551407-2260000